Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024

Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633

Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

The Agony of Migration and Partition : A Travelogue from Skardu to Kargil

ہجرت اور تقسیم کا المیہ: سفر نامہ سکردو سے کارگل کے تناظر میں

Zulfiqar Ali
MPhil Scholar ,Department of Urdu,University of Karachi

Dr Muhammad Hassan
Public School and College ,Skardu

Muhammad Nazir
PhD Scholar ,Department of Urdu ,University of Karachi

Muhammad Akram
PhD Scholar ,Department of Urdu , Lead University ,Lahore

Abid Hussan
PhD Scholar ,Department of Urdu, Wafaqi Urdu University,Islamabad

Abstract

Ghulam Hasan Hasani was born in the beautiful valley of Gilgit-Baltistan in the mid-20th century. Growing up amidst life's challenges, he developed a resilient nature.Hasani's father was a man of beautiful temperament, influencing his literary taste. Due to poverty, Hasani left his ancestral village with his father, migrating to Skardu and later to Lahore. In Lahore, Hasani continued his education and benefited from renowned poets Mohsin Naqvi and Sagar Siddiqui. His numerous creations are worthy of PhD-level research.His notable travelogue, "Safarnama Skardu to Kargil," showcases Balti civilization and heritage, holding historical, literary, and cultural significance.Fellow poet Jamshed Dukhi described Hasani's significance: "Literature's caravan wouldn't have weighed much in Skardu if Hasani weren't there."Hasani's travelogue stands out for its portrayal of Gilgit-Baltistan's customs, traditions, and history.There is a need to introduce Hasani as a poet, researcher, critic, travelogue writer, and short story writer to familiarize the Urdu world with his persona and Gilgit-Baltistan's history and culture.

Key words:- Twists and Turns, Civilization and Culture, Silk Necklace, Customs, Emotional ,xtremes, Farewell

غلام حسن حسنی نے گلگت بلتستان کی خوب صورت اور مردُم خیز وادی کھرمنگ میں بیسویں صدی کے نصف آخر میں زندگی کی آنکھ کھولی ۔اپنی خود نوشت میں لکھتے ہیں کہ :

"گونگمہ گرونگ غندوس میں دو کمروں پر مشتمل ہمارا مکان تھا۔اسی ٹوٹا پھوٹا مکان میں ۱۹۵۵ء میں میری پیدائش ہوئی"۔(۱)

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

زمانے کے پیچ وخم اور بچپن ہی سے مسائل کا مقابلہ کرنے والے حسنی نے کم عرصے میں بہت نام کمایا۔ان کے والد گرامی اپنے دور کے خوب صورت مزاج گو انسان تھے۔ بالواسطہ یابلاواسطہ ادبی ذوق انھیں والد گرامی سے ملا۔ غربت کے باعث زندگی کے اوائل میں اپنے والد کے ساتھ اپنے آبائی گاوں چھوڑ کر سکردو پھر بعد ازاں ادبی شہر لاہور کی طرف ہجرت کی۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے تعلیمی سلسلے کو آگے بڑھایا اور اس عہد کے نامور شعرا محسن نقوی،اور غزل کے معروف شاعر ساغر صدیقی کی صحبت سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہی وہ تمام ذرائع تھے جن کی مدد سے غلام حسن، حسنی بن کر ادبی افق پر نمودار ہوئے۔یوں تو ان کی تخلیقات بے شمار ہیں جن پر پی ایچ ڈی سطح کا کام کیا جاسکتا ہے۔۔ حسب بالا عنوان ان کے معروف سفر نامے سے متعلق ہے جو کہ حسنی کے خوب صورت تخلیقات میں شامل ہے۔ حسنی کی بے شمار تخلیقی صلاحیتوں کو دیکھ کر ان کے ہم عصر شاعر جمشید دکھی نے یوں کہا تھا:

ادب کا قافلہ وزنی نہ ہوتا
سکردو میں اگر حسنی نہ ہوتا

دیگر تخلیقات کی اہمیت اپنی جگہ مگر مذکورہ سفر نامہ سکردو سے کارگل تک،تاریخی،ادبی اور قدیم بلتی تہذیب وثقافت کے اعتبار سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حسنی کو بطور شاعر، محقق، تنقید نگار، سفر نامہ نگار اور افسانہ نگار دنیا کے سامنے متعارف کرایا جائے۔تاکہ حسنی کی ذات کے ساتھ ساتھ گلگت بلتستان کی تاریخ وثقافت سے اردو دنیا واقف ہو سکیں۔ غلام حسن حسنی کی تخلیقیت سفر نامے کی صنف میں بھی اپنی انفرادیت منواتی ہے۔ان کا سفر نامہ سکردو سے کارگل ۱۵۶ صفحات پر مشتمل ہے جو کہ ۲۰۰۹ء میں منظر عام پر آیا۔اس کے سرِورق پر لائن آف کنٹرول (LOC) کی تصویر ہے۔ یہ تصویر برولمو (سرحدی گاوں) سے لی گئی ہے۔ برولمو وہ جگہ جو لائن آف کنٹرول کا آخری علاقہ ہے۔اس علاقے کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ یہاں مرجع خلائق حضرت شمس العلماء شیخ علی برولمو کا مزارِ اقدس ہے۔ جہاں ''آج بھی قافلہ عشق رواں ہے کہ جو تھا'' کے مصداق زائرین کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ لائن آف کنٹرول کے اُس طرف کے عقیدت مند بھی اس بزرگ عالم دین کو دور سے سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔

سرِورق کی خوبصورت تصویر میں گنگنی کا کچھ حصہ فَرول اور سکردو سے کرگل جانے والی سڑک کو دیکھا جاسکتا ہے جسے ایک کچی دیوار کے ذریعے مسدور کیا ہوا ہے سرورق پر مصنف (حسنی مرحوم) کا یہ خوبصورت شعر بھی درج ہے۔

ایک دیوار کی دوری ہے قفس
یہ نہ ہوتی تو چمن میں ہوتے

اس سفر نامے میں ۲۳ خوبصورت عنوانات ہیں آخر میں نامہ وپیام کے نام سے خطوط شامل ہیں یہ خطوط کرگل لداخ کے ادیبوں کی جانب سے سکردو بلتستان کے ادیبوں اور شاعروں کو ارسال کئے گئے تھے۔

حسنی کو ۲۰۰۵ میں جب ''انٹرنیشنل ایسوسی ایشن لداخ سٹیڈی (IALS) '' کے جانب سے کارگل لداخ (انڈیا) دعوت دی گئی تو انھیں وہاں کے علمی وادبی ماحول کے ساتھ ساتھ وہاں کے لوگوں کا بلتستان کے لوگوں سے والہانہ عقیدت اور خلوص کو قریب سے محسوس کرنے کا موقع ملا۔اس سفر نامے کو دراصل حسنی کے سفر کرگل لداخ کی روئیداد اور دو بچھڑے ہوئے خاندانوں کا نوحہ کہا جاسکتا ہے۔

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

ایک زمانہ تھا کہ جب ان علاقوں کا نظم و نسق ایک ہی تھا بعد ازاں تقسیم پاکستان و ہند کے سبب سرحدیں کھینچ گئیں۔ لیکن ان لوگوں کے دلوں میں اپنے عزیز و اقارب سے محبت آج بھی بھری ہوئی ہے۔ حسنی اور اس کے دوست نامور صحافی بہادر علی سالک جب کرگل لداخ پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا ان کی خوشی قابل دید تھی۔

نسلی اعتبار سے یہ خطہ دو منقسم تہذیبوں منگول اور آریا کے مخلوط قبائل پر مشتمل ہے ان علاقوں کی تہذیب و ثقافت اور زبان کا بنیادی ماخذ تبتی ہے۔ ماضی میں یہ علاقے تین بڑے حصوں نانگ گون، بلتی یا بلتستان، پولیگ کرگل مریول لداخ میں منتظم تھے۔ جو مغربی تبت کہلاتے تھے۔ ہم عصر ادبا بھی حسنی کی خوب صورت تخلیقی ذہن اور قلم کی روانی کے معترف نظر آتے ہیں:

"ہم ۲۶ جولائی کو وہاں پہنچے اور ۱۸ اگست کو یہاں (لاہور) آ گئے میں اپنے دو ہفتے کی روئیداد پہ چند جملے نہیں لکھ پایا غلام حسن حسنی نے ایک ہفتے کے سفر پر کتاب لکھ ڈالی!۔۔۔۔ بلاشبہ یہ ان کی خداداد فہم و فراست اور غیر معمولی فکری صلاحیت کی دلیل ہے۔ اور پھر ماشاء اللہ! اپنے مشاہدات کے خدوخال کو جس واضح طریقے سے ابھارا ہے اور جس خوبصورت بلکہ دلکش طریقے سے باریک سے باریک واقعات کا بھی جامع اور مفصل انداز میں احاطہ کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ نثر نویسی پر قدرت رکھتے ہیں وہ شعر نہیں کہہ سکتے اور جو اچھے شاعر ہوں وہ نثر نگار نہیں ہوتے۔ حسنی کی شاعرانہ صلاحیتوں کے تو ہم معترف تھے ہی لیکن اس کی "کرگل نامہ" نے یہ ثابت کر دیا کہ اس قلندر مزاج شاعر نے جہاں اردو بلتی شاعری کو متعدد منفرد ترتیب عطا کیں وہاں اب نثری ادب میں بھی ان کی تخلیقی صلاحیتوں کے خفیہ جوہر کھل کر سامنے آنے لگے ہیں" (2)۔

حسنیؔ نے جس صنف پر بھی طبع آزمائی کی اس میں اپنی انفرادیت کے سبب قبول عام حاصل کیا۔ غزل، سلام، نوحے ہو یا افسانے یا سفر نامے غرض ہر صنف میں انہوں نے نام کمایا اور شائقین ادب سے خوب داد سمیٹی۔ جس انداز سے ان کا بھارت کے علاقے کارگل۔ لداخ میں استقبال کیا اس سے لگتا ہے کہ بلتی کمیونٹی میں حسنی وہاں بھی مقبول ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں کہ:

"ہم لیہ ایئر پورٹ کے لاؤنج میں داخل ہوئے ہمارے گلے میں ہار ڈالے گئے۔ یہ ہار پھولوں کے روایتی ہار نہ تھے بلکہ مفلر نما، انتہائی باریک ریشمی رومال تھے۔ جسے مقامی زبان میں" کھ تق" کہتے ہیں۔ یہ تہذیبی روایت لداخ کے بودھسٹ اور مسلمان کمیونٹی دونوں میں موجود ہے۔ سچ پوچھیں تو لداخیوں کا یہ انداز بے حد پسند آیا۔ ہمارے گلے میں پھولوں اور نوٹوں کے ہار نہ تھے کہ اس قسم کی تکلفات میں مصنوعی پن کا رنگ جھلکتا ہے۔ لیکن یہ بے حد نرم و ملائم ریشمی ہار تھے۔ ریشم کی طرح نرم مزاج حامل لوگوں کا یہ اظہار محبت نہ صرف منفرد تھا بلکہ یہ ادائیں دل موہ لیتی تھیں (3)۔

جب ۵۸ سال بعد دو بلتی قلم کاروں کی کارگل لداخ کے لوگوں سے ملاقات کے بعد جدائی اور رخصت کا وقت آیا تو ایک قیامت صغریٰ کا سا منظر سامنے آیا اور لوگ آہ و فغاں کرنے لگے۔ حسنیؔ کے خیالات کو اس شعر میں محسوس کیا جا سکتا ہے۔

روتے ہوئے سامان سفر باندھ رہا ہوں
محسوس یہ ہوتا ہے قیامت کی گھڑی ہے

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

بہ نظرِ غائر دیکھا جائے تو یہ سفر نامہ مصنف کے خارجی حالات سے زیادہ داخلی احساسات پر مشتمل ہے۔ مصنف کو بلتی زبان و ادب تہذیب و ثقافت اور بلتی لوگوں سے بے پناہ عقیدت ہے۔ ایک حساس قلم کار ہونے کے سبب یہ جدائی ان کے لئے نا قابل برداشت تھی۔ ان کا ایک شعر انہیں حالات کا عکاس ہے۔

یَانگ نَہ نی خَش پُودِی نَمزَینگ دِینےرَنگ چھے سامُسونگ
یَانگ نَہ تھوک سہ متھوک یانگ نہ نابرؔ بے سامسونگ (4)

مفہوم: اے محبوب آپ اور میری محبت اس زمانے میں اس قدر خالص بھی نہیں اور نہ ہی میری آپ سے ملاقات ہوئی اور نہ ہم ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

حسنی کا اسلوب سادہ اور رواں ہے۔ ان کی تحریر پڑھتے ہوئے لطف آتا ہے ان کی تحریر میں وہ جاذبیت ہے کہ قاری پڑھتا ہی چلا جائے اور کہیں بھی کوئی چیز بوجھل محسوس نہیں ہوتی۔ حسنی کا خاص کمال یہ ہے کہ وہ قارئین کی توجہ کو اپنی گرفت میں رکھنے کا گر جانتے ہیں۔ سفر نامہ ''سکردو سے کرگل تک'' میں حسنی نے اپنی روز قلم سے سفری حالات، داخلی حالات اور کرگل لداخ کے ادب آداب، رسوم و رواج کو بڑی مہارت سے پیش کیا ہے۔ دو منقسم خاندانوں کی تہذیبی پس منظر کا آئینہ ہے۔ سفر نامے تو دنیا میں بہت لکھے گئے ہیں لیکن غلام حسن حسنی کا یہ سفر نامہ ان سب سے منفرد ہے اس سفر نامے میں گہرے مشاہدات ہی نہیں بلکہ اس میں محبت و عقیدت کے بے پناہ جذبات و احساسات بھی شامل ہیں یہ سفر نامہ دراصل دو منقسم تہذیبوں کے آپس میں جڑنے کا منظر پیش کر رہا ہے۔

حسنیؔ نے اپنی اس خوبصورت تخلیق کو انتساب کرتے ہوئے لکھا کہ :

"لائن آف کنٹرول کے دونوں جانب نصف صدی سے بچھڑے ہوئے ان بزرگوں، ماؤں، بہنوں اور بھائیوں کے نام جو کرگل سکردو روڈ کھلنے کے منتظر ہیں" (5)

حسنیؔ سفر نامہ اسکردو سے کرگل تک کو دو خطوں کے عوام کے ذہنی سفر کی ایک جھلک قرار دیتے ہیں :

"سکردو سے کرگل تک" نہ صرف کرگل لدّاخ میں میرے سات روزہ قیام کی روئیداد ہے بلکہ یہ دو خطوں بلتستان اور لداخ کے عوام کے ذہنی سفر کی ایک جھلک بھی ہے۔ یہ بچھڑے ہوئے لوگ ایک دوسرے کے خیال سے کبھی غافل نہیں رہے" (6)

غلام حسن حسنی چھوٹے واقعات سے بڑی بات پیدا کی ہے وہ حقیقی فنکار تھے ان کی قلم کی روانی اور تخلیقی ذہن کے بابت عنایت اللہ شمالی لکھتے ہیں کہ :

"بڑے حادثوں کا پیش خیمہ بننے والی چھوٹی چھوٹی معاشرتی اور سماجی ناہمواریوں کو غلام حسن حسنیؔ نے جس خوبصورتی اور جامع انداز میں پیش کیا ہے یہ ان کی قلم کا اعجاز ہے" (7)

حسنی کی خوبصورت شاعری اور نثر نگاری کا زمانہ معترف ہے۔ انہوں نے خوبصورت اسلوب اور منفرد لب و لہجے کے ذریعے لوگوں میں مقام بنایا اور لوگوں کے دلوں پر راج کیا۔ انہوں نے ہر صنف ادب پر کچھ نہ کچھ ضرور تحریر کیا۔ حسنیؔ کی فن پر تبصرہ کرتے ہوئے نامور ادیب حاجی فدا ناشاد حسنیؔ کو خوبصورت الفاظ کا شاعر قرار دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ :

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

" حسنیؔ بھلا کے ذہین انسان تھے۔انہیں خوبصورت الفاظ کا شاعر کہنا غلط نہ ہوگا بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ جب حسنیؔ شاعری کرنے لگ جاتے تھے تو خوبصورت الفاظ واستعارات، تشبیہات، تلمیحات،ان کے سامنے شاید ہاتھ باندھے انتظار میں رہتے تھے کہ انہیں بھی حسنیؔ اپنے تخلیقات و تصورات کے مالا میں پرو دے ہر محفل و مجلس میں وہ انتہائی مناسب کلام پیش کرتے اور لوگوں سے داد تحسین حاصل کرتے تھے" (8)۔

احسان شاہ یوں رقمطراز ہیں کہ :

"حسنیؔ اپنی بے پناہ تخلیقی کارناموں کی بدولت ادب میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔آسان اور شائستہ زبان میں کہی گئی بات قاری کے دل میں ترازو ہو جاتی ہے۔ حسنیؔ کی تحریر بھی اس کی ذات کی طرح تصنع اور بناوٹ سے پاک ہے کوئی بھی آنے والا باکردار مورّخ بلتستان کی ادبی تاریخ مرتب کرتے وقت حسنی کو فراموش نہیں کر سکتا" (9)۔

اس سفر نامے میں جو عنوانات ہیں وہ کچھ یوں ہیں۔ مریول کا خواب، جب کرگل کا ویزہ ملا، دلّی کے لئے پرواز، موسم اور پیر کی دعائیں، ہوا کے دوش پر لداخ روانگی، لہیہ سے کرگل کی جانب مراجعت، فوتوق لہ اور خواب سراب، بٹالک کی راہیں، کرگل شہر کا نظارہ، دن کی روشنی میں کرگل کی زیارت، کرگل میں ہماری مصروفیات، ڈاکٹر جان بڑے کا خصوصی منی کانفرنس کا اہتمام، بلتی بازار میں آنسوؤں کا سیلاب، کاروان سرائے ٹی پارٹی، ڈاک بنگلہ کا یادگار مشاعرہ، جدائی کا سماں آنسوؤں کی دُھند، لداخ کے حسین مناظر، لاما سنگما سینا کی مسکراہٹیں، ٹھکسے کے تاریخی مقامات، جب ہمیں لداخی گونچا پہنایا گیا، الوداع اے لداخ، اس سفر نامے کے آخر میں نامہ و پیام کے عنوان سے چند خطوط شامل ہیں جو کرگل، لداخ کے قلم کاروں کے جانب سے بلتستان کے ادیبوں کے نام بھیجے گئے تھے۔ غرض یہ کہ اس خوبصورت سفر نامے میں حسنیؔ نے اپنے کرگل لداخ قیام کے واقعات(IALS) کے کانفرنس و ثقافتی شو، ریڈیو اخبارات اور نیوز چینلز کو دیئے گئے انٹرویوز ادبی کانفرنسوں، مشاعرے مختلف دینی و سماجی شخصیات سے ملاقات اور شہر کے تاریخی عمارات مساجد اور درگاہوں کے احوال کو عمدہ پیرائے میں بیان کیا ہے۔ حسنی کی نظم و نثر میں جذبات اس قدر زیادہ ہیں کہ انہیں کسی طور فراموش نہیں کیا جاسکتا نامور شاعر و ادیب پروفیسر حشمت کمال الہامی حسنی کی ذات اور صلاحیتوں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ :

" گزشتہ ۲۶ سالہ رفاقتوں میں حسنیؔ کو میں نے ایک کھلی کتاب کی طرح پڑھا اور سمجھا اور ان کی گوناگوں صلاحیتوں کو مختلف حوالوں سے اچھی طرح دیکھا انہوں نے دو ادبی تنظیموں، حلقہ علم ادب اور بہار ادب کے صدر کی حیثیت سے بلتستان میں بلتی اور اردو مشاعروں کو خوب فروغ دیا۔ ریڈیو پاکستان سکردو کے توسط سے ڈراموں، فیچرز، تقاریر، صداکاری، محافل، مشاعروں کی میزبانی اور اردو بلتی پروگراموں کو بڑی خوبصورتی اور دلجمعی کے ساتھ پیش کیا" (10)۔

غلام حسن حسنیؔ نے سوئزر لینڈ اور کرگل (انڈیا) جاکر بین الاقوامی ثقافتی کانفرنسوں میں شرکت کی اور گلگت بلتستان کی بھرپور نمائندگی کی۔ بلتی ضرب الامثال پر انگریزی میں مقالہ پیش کیا اور خوب داد وحاصل کی۔ گلگت بلتستان کے نوجوان قلم کار انور بلتستانی اپنے ایک مضمون میں حسنیؔ کی فن پر یوں تبصرہ کرتے ہیں کہ :

" غلام حسن حسنیؔ ناصر کاظمی کا دوسرا روپ تھا۔ ناصر کاظمی کی طرح اُس کی ذات کو اندھیاروں میں بھی ایک آوارہ روح بھٹکتی پھرتی تھی جو اسے کسی پل چین سے بیٹھنے نہیں دیتی تھی۔۔۔ غلام حسنی حسنیؔ منفرد اور توانا لہجے کے شاعر تھے نئ نسل کے شعرا کی ذہنی تربیت

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

میں ان کا نمایاں کردار رہا انہوں نے اپنی شاعری میں چونکا دینے والے انکشافات کیے ہیں۔ان کے فن کی قدر کرنے والے لوگوں کا حلقہ گلگت بلتستان سے لے کر کرگل، لداخ تک پھیلا ہوا ہے وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے شاعری کے ساتھ ساتھ نثر پر بھی مکمل عبور رکھتے تھے۔نپے تلے جملے لکھتے تھے بقول میر انیس "مختصر پڑھ کر رُلا دینے کا ساماں ہے جدا" اس فن کے استعمال کا سلیقہ انہیں خوب آتا تھا" (11)۔

یہ خوب صورت سفر نامہ اس جملے اور شعر کے ساتھ مکمل ہوتا ہے:

"۲۰ جولائی ۲۰۰۵ء کی شام کو پی آئی اے کی پرواز سے ہم لاہور واپس پہنچ گئے اور وطن کی مٹی کو بوسہ دیا" (12)

دراصل بلتستان کی تاریخ ادب حسنیؔ کے تذکرے کے بغیر نامکمل ہے۔حسنیؔ کے چاہنے والے ہر جگہ موجود ہیں کیونکہ انہوں نے ادب کو زندگی سے اور زندگی کو ادب سے منسلک کر کے لوگوں کی دل کی بات کی ہے وہ مصلحت پسندی سے بالاتر ہو کر فروغ ادب میں مگن رہے۔انڈیا کے نامور شاعر اور فنکار جناب سبط حسن کلیم حسنیؔ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ :

ترجمہ " حسنیؔ کی گرانقدر کلام کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسنیؔ کو اپنی تہذیب و ثقافت اور زبان سے کس قدر محبت تھی۔حسنیؔ بلتستان کے آسمانِ ادب پر ایک روشن تارے کی مانند ہمیشہ چمکتا رہے گا" 13)۔

عنایت اللہ شمالی حسنی کی تعریف کرتے ہوئے یوں گویا ہے کہ :

گدائے علم کا درویش تھا وہ　　فقیرِ دل کشا باریش تھا وہ
سکردو کی فضائے پر ادب میں　　دُرِ گنجِ بہائے بیش تھا وہ
مہ و انجم گلستانِ ادب کا　　یقیناً ترجمانِ دیش تھا وہ

حاجی فدا محمد ناشاد نے اپنے ایک رباعی اور قطعہ میں حسنی کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں کہ :

شاعرِ خوش خصال تھے حسنیؔ　　پُر جلال و جمال تھے حسنیؔ
لوگ ان کو بھلا نہ پائیں گے　　آپ اپنی مثال تھے حسنیؔ

قطعہ:

حسنیؔ، حسین روپ کا بانکا جوان تھا　　شاعر تھا، وہ ادیب تھا بے لوث، فرد تھا
رحلت نے ان کے شہر کو سنسان کر دیا　　حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

زیر نظر سفر نامہ کئی حوالوں سے اہم سفر نامہ ہے۔یوں تو گلگت بلتستان میں یہ صنف نو خیز ہے تاہم مقامی قلم کاروں نے مختلف تاریخی مقامات، مذہبی مقامات سے متعلق بیسوں سفر نامے لکھ ڈالے ہیں مگر موضوع اور مواد کے اعتبار سے غلام حسنی کا یہ سفر نامہ سرحد (پاک بھارت) کے دونوں جانب یکساں مقبول ہے جیسا کہ اس سے قبل عرض کر چکے ہیں کہ ماضی بعید میں بلتستان اور ہندوستان کے سرحدی علاقے کارگل و لداخ ایک ہی انتظامی امور کے تحت باہم مربوط تھے۔جوں ہی برصغیر کا بٹوارہ ہوا۔گلگت بلتستان کے باسیوں نے اپنے پ کو پاکستان سے الحاق کرایا اور دیکھتے ہی دیکھتے صدیوں سے جاری لین دین کی مراسم، شادی بیاہ اور دیگر تعلق داریاں منقطع ہو کر رہ گئی یوں تقسیم کے المیے نے یہاں دردناک کہانیوں کو جنم دیا۔اس ضمن میں دونوں جانب سے سرحد کو عزیز و اقربا سے ملنے ملانے

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

کے واسطے کھولنے پر زور دیا جارہا ہے لوگوں کا کہنا ہے کہ دونوں جانب نہ ختم ہونے والے خونی رشتے پچھلے بچھتر سالوں سے باڈر کے کھلنے اور ایک دوسرے سے ملاقات کے منتظر ہیں۔اس سفر نامے میں بلتستان اور کارگل ولداخ کے منقسم خاندانوں کے دکھ کو محسوس کر سکتے ہیں۔غلام حسن حسنی کی سادہ بیانی اور احساس سے بھرپور تحریر کی بدولت اس سفر نامے کی اہمیت دوچند ہوگئی ہے۔جیسا کہ اردو ادب میں سب سے زیادہ پذیرائی تقسیم اور ہجرت کے دکھ کو ملی ہے آج ہم بھی ماضی کی یاد اور ماضی کی محبت میں گزرے لمحوں کی یاد ادب کا مقبول موضوع ہے۔ہم دیکھ سکتے ہیں کہ خدا کی بستی، آگ کا دریا، انگن، پشاور ایکسپریس، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور اس جیسی بے شمار کہانیاں مقبول ہوئیں اسی طرح کلاسیکی عہد کے میر و غالب نے بھی ماضی کو خوب صورتی سے پیش کیا ہے۔ہجرت کے موضوعات میں تقسیم۔ہند بعد شد آگئی یہاں آکر ہندوستان کے شعرانے علاقوں کو یاد رکھا اور شاعری کے ذریعے جذبات کا آظہار کیا۔ناصر کاظمی۔ادا جعفری، جون ایلیا، نصیر ترابی، پیرزادہ قاسم، سحر انصاری جیسے بیسوں شعرانے عہد رفتہ کو یاد کیا ہے۔حسنی کا یہ سفر نامہ بھی ماضی کے یادگار نقوش لیے ہوئے ہیں۔ غیر منقسم بلتستان کی تاریخ،تہذیب و ثقافت اور ہجرت کے دکھ کو سفر نامہ سکردو سے کرگل تک میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

حوالہ جات:

حسنی، غلام حسن، پنجرہ اور پھول(سکردو، یونیک پبلی کیشنز،2017)، ص31
حسنی، غلام حسن، سکردو سے کارگل تک،(سکردو شبیر پرنٹنگ پریس،2009)، ص6
ایضا، ص35
حسنی، غلام حسن، خسمی میلونگ، ندارد، ص52
حسنی، غلام حسن، سکردو سے کارگل تک،(سکردو شبیر پرنٹنگ پریس،2009)، ص4
ایضا، ص5
حسنی، غلام حسن، گیت بنے انگارے(گلگت، سارا ہنی پبلشنگ، 2005)، ص56
روزنامہ بادشمال، گلگت بلتستان، 8نومبر 2010
حسنی، غلام حسن، گیت بنے انگارے(گلگت، سارا ہنی پبلشنگ، 2005)، ص
ہفت روزہ، سیاچن نیوز، گلگت بلتستان، اتوار 13نومبر 2010
ایضا، 23اکتوبر 2010
حسنی، غلام حسن، سکردو سے کارگل تک،(سکردو شبیر پرنٹنگ پریس،2009)، ص122
انٹرویو، دستاویزی فلم، غلام حسن حسنی

References:

Hasani, Ghulam Hasan, Panjrah aur Phool (Skardu, Unique Publications, 2017), p. 31

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

Hasani, Ghulam Hasan, Skardu Se Kargil Tak (Skardu, Shabir Printing Press, 2009), p. 6
Ibid., p. 35
Hasani, Ghulam Hasan, Khusmi Melong, Nadar, p. 52
Hasani, Ghulam Hasan, Skardu Se Kargil Tak (Skardu, Shabir Printing Press, 2009), p. 4
Ibid., p. 5
Hasani, Ghulam Hasan, Geet Bane Angare (Gilgit, Sara Honey Publishing, 2005), p. 56
Roznama Baad-e-Shamal, Gilgit-Baltistan, November 8, 2010
Hasani, Ghulam Hasan, Geet Bane Angare (Gilgit, Sara Honey Publishing, 2005), p. 10
Haftroza Siachen News, Gilgit-Baltistan, Sunday, November 13, 2010
Ibid., October 23, 2010
Hasani, Ghulam Hasan, Skardu Se Kargil Tak (Skardu, Shabir Printing Press, 2009), p. 122
Hasani Documentary